شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

کمال ایمان کے تقاضے

پڑوسی کے حقوق، مسلمان کی حاجت روائی اور ایذاء سے اجتناب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فعن عائشۃؓ و ابن عمرؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مازال جبرائیل یوصینی بالجار حتی ظننت انہ سیورثہ (بخاری ومسلم)

ترجمہ: ”حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عمرؓ نبی کریمؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا حضرت جبرائیلؑ مجھ کو ہمیشہ ہمسایہ کے حق کا خیال رکھنے کا حکم دیا کرتے یہاں تک کہ مجھے خیال ہوا کہ حضرت جبرائیلؑ عنقریب پڑوسیوں کو ایک دوسرے کا وارث قرار دیں گے۔“

پڑوسی کے حقوق رشتہ داروں کی طرح:

محترم حاضرین حقوق العباد بیان کرنے کے سلسلہ کو آگے بڑھاتے ہوئے عرض ہے کہ کئی دنوں سے جس حدیث کو سنا رہا ہوں، غور وتدبر کرنے سے اندازہ ہوگا کہ دونوں پڑوسی حقوق کی ادائیگی اور ایک دوسرے کے عافیت و سکون کا اتنا خیال رکھیں گے جیسے کسی شخص پر والدین یا اعزہ واقارب جو اس کے مرنے کے بعد اس کے وارثین کے زمرہ میں آتے ہیں کے حقوق کی ادائیگی ضروری ہے، جبرئیلؑ تاکید اور تسلسل سے ہمسایہ کے حقوق کا بیان فرماتے رہے، جس سے حضورﷺ کو یہ گمان ہونے لگا کہ ممکن ہے جبرئیلؑ کسی وقت اللہ کی طرف سے وحی لاکر حکم فرمادیں گے کہ پڑوسی ایک دوسرے کے وارث ہیں۔

جب پڑوسی اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں:

دین اسلام اپنے معنوی اور صوری لحاظ سے اللہ کا وہ پسندیدہ دین ہے جو اپنے متبعین کو دین و دنیا میں فوز وفلاح، اجتماعی امانت ودیانت اور عدل وانصاف کی وہ ضمانت دیتا ہے جس پر اگر عمل کیا جائے تو پڑوسی اپنے پڑوسی سے مطمئن ہوکر کبھی یہ تصور نہ کرے گا کہ میں تو گھر سے نکل چکا ہوں لیکن پڑوسی میرے گھر اور چادر و چار دیواری کے

تقدس کو پامال نہ کر دے۔ اسلام کے کامل و اکمل ضابطوں پر عمل نہ کرنے کا انجام یہ ہے۔ کہ آج ایک پڑوسی دوسرے پڑوسی کے ہاتھ کے ضرر سے محفوظ نہیں۔ یہی صورتحال زبان کی ایذاء رسانی اور گھریلو عزت و حرمت کی پامالی کا بھی ہے۔ حالانکہ محسن انسانیت ہمیں پڑوسی کے بارہ میں اس انداز سے تعلیم فرما رہے ہیں۔

مسلمان وہ ہے جس کے شر سے پڑوسی محفوظ ہو:

وعن ابن مسعودؓ قال قال رسول اللہ ان اللہ قسم بینکم اخلاقکم کما قسم بینکم ارزاقکم ان اللہ یعطی الدنیا من یحب ومن لایحب ولا یعطی الدین الا من احب فمن اعطا ہ اللہ الدین فقد احبہ والذی نفسی بیدہ لایسلم عبد حتی یسلم قلبہ ولسانہ ولا یؤمن حتی یأمن جارہ بوائقہ' (مسند احمد و بیہقی)

ترجمہ: حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان اخلاق کو اس طرح تقسیم فرمایا ہے' جس طرح تمہارے رزق کو تمہارے درمیانی تقسیم کیا ہے' درحقیقت اللہ تعالیٰ دنیا (یعنی مال و دولت تو اس شخص کو بھی دیتا ہے جس کو وہ پسند کرتا ہے اور اس شخص کو بھی دیتا ہے جو اسکا ناپسندیدہ ہو۔

لیکن دین کی دولت صرف اس فرد کو عطا فرماتا ہے جس کو وہ اپنا دوست سمجھتا ہو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قدرت میں میری جان ہے کوئی بندہ اس وقت تک مکمل مسلمان نہیں ہوسکتا۔ جب تک اس کا دل و زبان مسلمان نہ ہو اور کوئی بندہ اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہ ہو۔

حدیث کی تشریح:

گویا کسی کے مسلمان و مؤمن ہونے کا دلیل و ثبوت یہ ہے کہ دل اور زبان سے تصدیق و اقرار کرے کہ اللہ تعالیٰ حاکم و مالک' تمام کائنات کا خالق' معبود برحق' حاجت روا' وحدہٗ لاشریک' محمد رسول اللہ نبی آخر الزمان جن کے بعد کوئی نبی قیامت تک آنے والا نہیں اور قرآنی و نبوی تعلیمات کی حقانیت کا قائل اور ان پر عمل پیرا ہو ذکر کردہ حدیث میں دل و زبان کے مسلمان ہونے کا مطلب یہی ہے کہ ظاہر و باطن کا اس عقیدے پر متفق ہونا ہی مسلمانی کی علامت ہے' نہ صرف دل کی تصدیق سے انسان دائرہ اسلام میں داخل ہوسکتا ہے اور نہ یہ کہ ارکان و اعضاء اقرار پر دلالت کریں' اور دل میں تصدیق کی بجائے تکذیب ہو' یہ تو ان منافقین کا وطیرہ ہے جن کی مذمت سے قرآنی و اسلامی تعلیمات بھرے پڑے ہیں۔ اسی دوغلاپن کی وجہ سے قرآن نے انہیں جہنم کے بدترین طبقہ و حصہ میں داخل ہونے کی وعید سنائی ہے۔

کثرت مال عنداللہ محبوبیت کی دلیل نہیں:

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی کا دولتمند ہونا اس کا تقاضا نہیں کہ وہ شخص خواہ مخواہ اللہ کے

ہاں محبوبیت کا درجہ حاصل کر چکا ہے بلکہ مال و دولت واقتدار ہر مرد و زن کو دے سکتا ہے خواہ اسکا دوست ہو یا غیر دوست‘ بعض انبیاء صحابہ و اولیاء کو بھی رب کائنات نے اقتدار اور دولت و ثروت سے نوازا اور تاریخ کی ورق گردانی سے معلوم ہو جاتا ہے کہ بے شمار کفار اور اللہ کی وحدانیت کے منکر مثلاً فرعون وقارون وغیرہ بھی اقتدار و دولت کے نشہ میں مست ہو کر اللہ کے وحدانیت اور قدرت کاملہ کو چیلنج کرنے کی ناپاک جسارت کے مرتکب ہوئے‘ معلوم ہوا کہ ہر جگہ صرف مال وزر کا حاصل ہونا اللہ کے قرب و فخر و مباہات کا ذریعہ نہیں البتہ جس مال و دولت کے ساتھ اللہ کی معرفت‘ دل و جان سے تسلیم کرنا‘ اس کے احکامات کی اطاعت اور منکرات سے بچنے وغیرہ کا علم ہو پھر وہ مال بھی اللہ کے بے شمار انعامات میں سے ایک نعمت ہے‘ اور اس علم سے مراد صرف الفاظ و معانی کا مفہوم جاننا نہیں بلکہ مراد وہ نور ہے جس کا ذکر رب کائنات نے اس انداز سے فرمایا۔

جسے نور علم کی دولت میسر ہو:

وجعلنا له‘ نورا یمشی به فی الناس۔ (ترجمہ) اور مقرر کر دیا ہم نے اس کے لئے ایک نور جس کو لوگوں کے درمیان لئے پھرتا ہے‘ یہ علم اور نور جب ایک انسان کو میسر ہو جائے‘ پھر اگر اس کے پاس سونے اور چاندی کے ڈھیر جمع ہوں اس کی نظر میں ان کی حیثیت ہی نہیں ہوتی اور نہ اس کو راہ راست سے گمراہ ہونے کا تصور کیا جاتا ہے‘ بلکہ اگر یہی اللہ کا دیا ہوا سب کچھ اس سے ہلاکت یا تاوان وغیرہ کی صورت میں ختم بھی ہو جائے تو یہ جزع فزع اور آہ و بکاء کی جگہ اسے بھی مشیت ایزدی سمجھ کر صابر و شاکر رہتا ہے۔

ہم میں سے کئی سادہ لوح یا مال و دولت کے آرزومند‘ فساق و فجار اور کفرہ و فجرہ کے پاس دولت و مالداری کے اسباب اور ریل پیل دیکھ کر یہ شکوہ و شکایت کرنے لگ جاتے ہیں کہ مسلمان باوجود ایمان و تقوی و عبادات کے فقر و فاقہ کا شکار اور بے دین مزے اڑا رہے ہیں‘ شاید یہ ان کی اللہ سے قرب کی نشانی ہے‘ یہ غلط اور باطل تصور ہے۔ آپ مسلسل سنتے چلے آ رہے ہیں کہ اگر اللہ کے نزدیک دنیا کے مال و متاع کی قدر و اہمیت مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کافر کو ایک قطرہ پانی پینے کو نہ ملتا‘ عادۃ اللہ یہی ہے کہ اکثر و بیشتر مسلمان کی نسبت کافر پر اللہ نے دنیا فراخ کر دی ہے‘ اور اس میں کئی مصلحتوں کے علاوہ شاید ایک حکمت یہ بھی ہو جتنا عیش و عشرت دنیا میں زیادہ ہو۔ مرنے کے بعد اس فراخی و دولت کے حساب و کتاب اور جواب دہی کا سلسلہ بھی طویل ہوگا۔

دنیاداروں اور دینداروں کی دنیا و آخرت:

حضرت خثیمہؒ سے روایت ہے کہ فرشتے اللہ کے حضور عرض کرتے ہیں یا اللہ آپ نے کفار پر مال و دولت کی فراخی فرما کر وہ دنیا کے مصائب مشکلات سے محفوظ ہیں۔ رب العالمین فرشتوں سے ان کا عذاب دیکھنے کا حکم فرمائیں گے‘ عذاب دیکھنے کے بعد آ کر اللہ کے حضور عرض کریں گے یا اللہ ان کافر بندوں کو دنیا میں آسائش و آرام کے جو وسائل

دیئے ہیں۔عذاب کے مقابلہ تو ان کی کوئی حیثیت اور وقعت نہیں۔فرشتے دوبارہ عرض پیش کرتے ہیں کہ یا اللہ آپ کے نیک بندے زیادہ تر غربت مشقت اور مصائب میں مبتلا رہتے ہیں۔اللہ جل جلالہ فرمائیں گے اسے جو اجر وثواب ملنے والا ہے۔اس کا بھی نظارہ کرلو۔فرشتے اس دینوی تکلیف وغربت پر جو بلند درجات ملنے والے ہیں دیکھیں گے واپس آ کر عرض کریں گے اے رب ان اخروی انعامات، اعزاز واکرام کے مقابلہ میں دنیا کی تنگیوں اور مصائب کی تو کوئی حیثیت نہیں۔اگر مال و دولت کا حصول دنیا میں آنے کا مطمح نظر اور فلاح ونجات کی نشانی ہوتی تو حضرت ابوہریرہ کے روایت کے مطابق کہ حضور کبھی اللہ سے یہ دعا نہ مانگتے کہ یا اللہ جو شخص مجھ سے محبت رکھتا ہے اسے اتنا رزق دے جس سے صرف اس کا گزارہ ہوسکے دوسرے کے آگے دستِ سوال نہ پھیلائے اور جو شخص مجھ سے محبت رکھتا ہے اسے اتنا رزق دے جس سے صرف اسکا گزارہ ہوسکے دوسرے کے آگے دستِ سوال نہ پھیلاتے اور جو شخص مجھ سے بغض و عداوت رکھے اسے مال و دولت کی فراوانی اور کثرت سے مالا مال فرما۔ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ یہ دعا فرماتے یا اللہ میری اس دنیا سے رخصتی غربت کی حالت میں ہو، دولتمندی کی حالت میں نہ ہو اور یا اللہ روز قیامت کے تکلیف دہ موقع پر میرا حشر مساکین کے ساتھ ہو۔انبیاء، صحابہ، صلحا واولیاء کے حالات زندگی کے مطالعہ اور سننے سے آپ کو خود بخود اندازہ ہوجائے گا کہ وہ ذات برتر وبالا، احکم الحاکمین اپنے محبوب اور مقرب بندے کو اس دنیا کے ٹیپ ٹاپ اور مال وزر سے دور رکھتا ہے۔حضورؐ نے عقائد اعمال، معاملات، معاشرہ وحقوق اللہ وحقوق العباد کے تمام احکام ہم پر واضح کردیئے ہیں، مگر ان امور پر عمل کرنے کی بجائے ہم نے اپنی حالت اس حد تک بگاڑ دی کہ کفار واقوام عالم ہمارے کردار کو دیکھ کر اسلام کو نا قابل عمل مذہب قرار دینے پر مصر ہیں۔

کردار کی خامی: ایک وقت وہ تھا جب لوگ مسلمانوں کے معاشرہ ومعاملات کو دیکھ کر دیوانہ وار اس دین حقہ میں داخل ہوتے، آج ہماری حالت اور مسلمان کا مسلمان کے ساتھ بدترین سلوک دیکھ کر لوگ اسلام سے بدظن ہورہے ہیں، ہمارے اس ایک پڑوسی کے ساتھ معاملہ کو دیکھ کر اندازہ کریں کہ ہم کس مقام پر کھڑے ہیں۔کئی ایسے حضرات جو اپنے آپ کو حقیقی مسلم اور جنت کے حقدار ہونے کے دعویدار بڑے بڑے محلات میں جلوہ افروز ہیں۔نوکروں اور چاکروں کی فوج ظفر موج ہے، مختلف اقسام کے طعام صبح وشام ان کی حویلیوں میں پکتے ہیں۔ان کے کتوں اور جانوروں کے لئے بھی قیمتی خوراک اور ملازموں کا انتظام ہے جبکہ پڑوس میں رہنے والے اور ان کے بچے بھوک وافلاس سے بلک بلک کر آہ وبکاء کرتے ہوئے بھوکے سوجاتے ہیں۔

مسلمان بھائی کی حاجت پورا کرنے کا اجر وثواب:

کیا اس امیر وکبیر نے کبھی یہ سوچا کہ میرے قریب رہنے والے غریب کی زندگی کیسی گزر رہی ہے، دووقت کا کھانا تو دور کی بات ہے کئی دن ایک وقت بھی نان جو کا ٹکڑا اس کے معصوم بچوں کو میسر ہے یا نہیں، جبکہ ہمارا دین اور ہمارا

پیغبر ہمیں تعلیم دے رہے ہیں کہ جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کی حاجت وضرورۃ کو پورا کیا تو اسے حج وعمرہ کے ثواب کے برابر اجر ملے گا‘ ایک اور موقع پر ارشاد فرماتے ہیں۔

مظلوم کی دادرسی: وعن انس قال قال رسول اللہ من اعان ملهوفا کتب اللہ له‘ ثلثا وسبعین مغفرۃ واحدۃ فیها صلاح امرہ کله وثنتان وسبعون له‘ درجات یوم القیامۃ (رواہ البیهقی)

ترجمہ: ’’حضرت انس حضورﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص مظلوم کی دادرسی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے تہتر بخششیں لکھ دیتا ہے ان میں سے ایک بخشش تو وہ ہے جو اس کے تمام امور کی اصلاح کی ضامن بن جاتی ہے باقی بہتر بخششیں قیامت کے دن اس کے درجات کی بلندی کا سبب ہوں گی۔‘‘

کیا ہی شفقت ومحبت وہمدردی سے بھرپور مذہب ہے کہ کسی پریشان حال انسان کی مدد پر اتنے زیادہ اجرو ثواب سے نوازا جاتا ہے‘ جس میں صرف ایک انعام یعنی مغفرت کی برکت سے مالک الملک اس تعاون کرنے والے کے تمام دینوی‘ اخروی مشکلات مراحل کے صلاح وفلاح کیلئے کافی کردیتے ہیں اور ۷۲ انعامات کے بدلے روز قیامت کے عظیم درجات ملنے کی بشارت فرمادی گئی۔

مال پر اترانا:

یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ اللہ جل جلالہ نے کئی اقوام وافراد پر اپنے نعمتوں کی فراوانی اس لئے فرمائی ہے کہ مصیبت زدہ اور معاشرہ کے ستائے ہوئے لوگ ان کے سامنے حوائج پیش کرکے یہ اصحاب ثروت لوگ ان کی بے چینی کو دور کردیں اور جو پریشان حال اور تنگدست پر آسانیاں لانے کا ذریعہ بنے‘ قیامت کے طویل دن کی پریشانی اور سختی دنیا کے مصائب سے کئی ہزار گناہ زیادہ ہے‘ اس احسان کے صلہ میں مالک کائنات اس محسن پر قیامت کے روز رحم وکرم فرما کر اس کے دونوں قدم ثابت رکھے گا جبکہ اس اندوہناک موقع بڑے بڑے انسانوں کے قدم ڈگمگا جائیں گے اور جو بدقسمت اور خدمت خلق کے جذبہ سے عاری لوگ باوجود مالداری کے ہمسایہ‘ غریب ومحتاجوں کی اعانت کو بوجھ سمجھ کر اس عبادت سے پہلو تہی کریں‘ اپنے بندوں پر مشفق ومہربان ذات یعنی اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں اپنی نعمتوں کو ان سے چھین کر دوسروں کے حوالہ کردیتے ہیں۔

مال ودولت کی وسعت وہلاکت:

مال ودولت کے عروج وزوال کا یہ مشاہدہ آپ حضرات جو چالیس پچاس سال کے عمر کو پہونچ چکے ہیں‘ شب وروز کررہے ہیں کہ بے شمار سرمایہ دار ایسے بھی گزرے جن کو اپنے اموال واثاثوں کا گننا بھی مشکل ہوتا‘ کارخانے‘ ملازم سونے‘ چاندی‘ محلات‘ بینک بیلنس وغیرہ بے شمار‘ مگر فریادی‘ مجبور‘ مظلوم اور حاجتمند کی تعاون کا ان کے ہاں تصور

بھی نہ تھا' سالوں، مہینوں بلکہ دنوں میں منعم حقیقی نے ان سے سب کچھ واپس لے کر کوڑی کوڑی کے محتاج در بدر ٹھوکریں کھانے کے بعد دو وقت کا کھانا بھی میسر نہیں۔ معلوم ہوا پڑوسی محتاج و مظلوم کے ساتھ احسان و حسن سلوک کرنا محتاج سے زیادہ اپنے ساتھ دینوی واخروی بھلائی کرنی ہے' دنیا کے بارہ میں تو میں نے عرض کردیا کہ اللہ تعالیٰ اس پر انعامات واعزازات دنیا میں بھی بڑھادیں گے اور آخرت کے بارہ میں آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت روائی میں مصروف ہے اس مصروفیت کے دوران اس کے چلنے پھرنے کے ہر ہر قدم پر اللہ تعالیٰ اسے ستر ستر نیکیاں دے گا اور ستر ستر گناہ معاف فرمائے گا۔

<u>پڑوسی سے جھگڑا و ایذاء:</u>

بہر حال مسلمان اور انسانیت کے ناطے پڑوسی کے حقوق کے ضمن میں عام انسانی برادری کے ساتھ رحم و کرم و رواداری کا ذکر ہوا۔ محتاج لوگوں کی حاجت روائی کرنے والوں سے خالق و مخلوق دونوں راضی ہو کر دینوی واخروی فوز و فلاح کا ذریعہ بن جاتا ہے' انسان کا رہن سہن کے سلسلہ میں اپنے پڑوسیوں کیساتھ مستقل رابطہ پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دین حقہ نے اس تعلق و رشتہ کو بڑی اہمیت دے کر اس بارے میں تفصیلی اور بار بار ہدایات دیئے۔ پڑوسی کو تکلیف پہونچانے کے سلسلہ میں شدید مذمت فرماتے ہوئے رحمۃ للعالمین نے یہاں تک فرمایا۔

من اذى جار ة فقد آزانى ومن آزانى فقد اذى الله ومن حارب جاره فقد حاربنى ومن حاربنى فقد حارب الله عزوجل (ترغیب)

ترجمہ: ''حضور ﷺ نے فرمایا جس نے ہمسایہ کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف پہونچائی اور جس نے مجھے اذیت پہونچائی اس نے خدا کو تکلیف دی' اور جس نے اپنے پڑوسی سے لڑائی کی اس نے مجھ سے لڑائی کی اور جس نے مجھ سے لڑائی کی اس نے خدا سے لڑائی کی۔''

<u>کمال ایمان کے تقاضے:</u>

ایمان کے کمال کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان اپنے پڑوس میں رہنے والے سے عفت و پاکدامنی اور حسن سلوک کا مظاہرہ کر کے رحمت و شفقت کا دائرہ پورے عالم انسانیت تک پھیلا دے۔ صرف اسی ذکر کردہ حدیث سے آپ یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ پڑوسی کے اذیت دینے کو حضور ﷺ نے اپنے آپ اور اللہ کو اذیت دینے کے مترادف قرار دیا گویا ہمسایہ کی تعظیم و توقیر اللہ و رسول کی عظمت و بڑھائی کا اعتراف ہے' ہم میں ہر فرد اگر دوسرے فرد کے حالات کی رعایت اس کے طور طریقوں کی پاسداری' اس کے ساتھ شفقت و محبت کا معاملہ کرنا شروع کردے تو یہی شخصی وانفرادی رابطہ و تعلق ایک دوسرے کو جوڑنے کا ذریعہ بن کر تمام مسلمان ایک مضبوط و مستحکم حیثیت اور طاقت بن کر ابھر سکتی ہے' مگر شرط یہ کہ اس کی ابتداء اپنے پڑوسی سے شروع کر کے ہر مسلمان اپنے اپنے پڑوسی کی رعایت و حفاظت اور مصیبت کے

ازالہ کو اپنا فرض اولین سمجھے۔ اسلام نے معاشرتی عدل فلاح و بہبود اور حقوق و فرائض کا ایسا جامع نظام دنیا کو دیا جس پر عمل کرنے سے صحت مند روابط پیدا ہو کر ایک عمدہ معاشرہ تشکیل پایا جاتا ہے۔ حقوق و فرائض افراد کے افعال و تسکین امن و قتال حزن و خوشی اور آزادی و پابندی کی تلقین کرتے ہیں جس سے عمدہ خاندان پیدا ہوتے ہیں معاشرتی اعتبار سے ایک فرد کا حق اس سے بڑھ کر اور کچھ نہیں کہ اسے تحفظ دے کر اسے زیادتی ظلم اور چیرہ دستی سے بچایا جائے۔

جس شخص سے پڑوسی محفوظ نہیں:

سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے: وعن انسؓ قال قال رسول الله والله لایؤمن والله لا یؤمن والله لایؤمن قیل یارسول الله من قال الذی لا یأمن جاره بوائقه (رواه مسلم وبخاری)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم ہے وہ شخص کامل مسلمان نہیں ہوسکتا۔ خدا کی قسم ہے وہ شخص کامل مسلمان نہیں ہوسکتا۔ خدا کی قسم وہ شخص کامل مسلمان نہیں ہوسکتا (آپ نے جب مسلسل تین بار یہ الفاظ ذکر فرمائے) صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ وہ شخص کون ہے جس کا ایمان کامل نہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا وہ شخص جس کے پڑوس اس کے برائیوں اور اذیت سے محفوظ نہ ہوں۔''

ایک اور فرمان نبویؐ ہے: عن ابن عباس رضی الله عنهما قال قال رسول الله ﷺ لیس المومن الذی یشبع وجاره جائع (رواه الطبرانی)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا وہ شخص کامل مومن نہیں ہوسکتا جو خود تو پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا پڑوسی بھوکا رہے ذکر کردہ دونوں احادیث انتہائی اہم اور خصوصی غور و فکر کی حامل ہیں جن سے ثابت ہو رہا ہے کہ مسلمان کی یہ شان ہی نہیں ہے کہ خود تو پیٹ بھر کر کھائے اور اس کے پہلو میں رہنے والا پڑوسی اور اس کے بچے بھوک کے تکلیف دہ لمحات سے دوچار ہوں۔

آج ہم مسلمان اسلام کے ان اہم احکامات کو معمولی سمجھ کر ان پر عمل کرنے سے بالکل غافل ہیں ان حقوق و فرائض کے عدم ادائیگی سے غفلت کا نتیجہ ہے کہ آج مسلمان اس کی سزا دنیا مین آپس کے اختلافات غربت و فقر کی صورت میں بھگت رہے ہیں اور آخرۃ میں بھی ان وعیدوں اور رسوائیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔

حقوق کے سلسلہ میں ایک اہم سلسلہ اولاد پر والدین کا اور والدین پر اولاد کے حقوق کا ہے جس کا ذکر انشاء اللہ اگلی بار ہوگا۔ رب کائنات ہمیں اللہ و رسول اور بندوں کے حقوق کی ادائیگی کی توفیق نصیب فرماویں۔